



السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

متہ کیا چیز ہے؟ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا کوئی صحابی اس کا قائل تھا۔ شیعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا ثبوت پڑھ کرتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں متہ کا حکم واضح فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحیح السوال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته!
الحمد لله، والصلوة والسلام على رسول الله، أما بعد!

متہ کا لغوی معنی فائدہ حاصل کرنا ہے جس کا امام ابو الحجاج صاحب نے احکام القرآن ۱۲۲/۲۰ میں لکھا ہے^{۱۱} الاستناع هو الانفاس اور اصطلاح میں متہ کا معنی یہ ہے کہ خاص حدت کے لئے کسی قدر معاوضہ پر نکاح کیا جائے۔ لیکن فہرستی کی اصطلاح میں جب کوئی مرد کسی عورت کو وقت مقررہ اور اجرت مقررہ کے عوض جماعت کی خاطر ٹھیک پر حاصل کرے تو اس فعل کو متہ کہتے ہیں۔ جس کا شیعہ کی کتاب فروع کافی ۱۹۱/۲ پر لکھا ہے کہ:

"إجماع مشايخة"

"المنوع عورت ٹھیک کی پیروی ہوتی ہے"

ابتدائے اسلام میں متہ حلال تھا جسے بعد میں قطعی طور پر حرام قرار دے دیا گیا شروع اسلام میں بتئی مرتبہ بھی متہ کی حالت ہوا وہ صرف ضرورت شدیدہ اور غزوہ اور غیرہ میں حالت سفر میں ہوا ہے کسی موقع پر بھی اس کی حلت حضر میں نہیں ہوتی۔ چنانچہ امام ابو الحجاج محمد بن موسیٰ حازم رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاعبار ۳۲۱ پر رقم طراز میں:

"إذا كان ذلك يخون في أشعار حرم ولم يلعنها أن النبي صلى الله عليه وسلم أباحه لحرم وهي حرام."

"متہ کی حلت سفروں میں ہوتی اور ہمیں کوئی حدیث نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے حالت حضر میں متہ کی اجازت دی ہو"۔

سیدنا ابوذر فرماتے ہیں جس کا السنن الحجری، ۲۰، میں ہے کہ:

"إذا كانت المتة كونها وحرمتها".

"حالت خوف اور غزوہ کی وجہ سے متہ حلال ہوتا ہے"

ان حالات سے معلوم ہوا کہ متہ صرف اضطرار اور ضرورت شدیدہ کے وقت مباح تھا عام حالات میں نہیں جس کا شیعہ حضرات سمجھتے ہیں۔ قرآنی نصوص اور احادیث صحیح اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ متہ قطعی طور پر حرام ہو چکا ہے اور اسلام نے نشانی خوبیات کی تخلیل کے لئے وہ ہی طریقہ روا کئے ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"وَهُوَ الْوَلُوْلُ شَرْمَكَبُولُوْلُ کَيْ خَاطَلَتْ كَرَتْتَهِ بِهِنْ سَوَاءَ اَهِيْنِ بِهِنْ بِهِنْ اَبَتْهِ جَوَانَ کَيْ مَلَكَ بِهِنْ (الْوَلُوْلُ) بِهِنْ وَهَ قَاتِلَ مَلَامَتَ نَهِنْ اَبَتْهِ جَوَانَ کَيْ عَلَادَهْ كَجَهْ اُورْچَا بِهِنْ وَهِيْ زِيَادَتِيْ كَرَنَے وَالْءَ

ہیں۔" (المومنون: ۵-۲۳، المعارج: ۳۱-۲۰، الرعد: ۲۹-۳۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن نے حلت مباح کو دو چیزوں (زوجیت و ملک نہیں) میں منحصر کر دیا ہے زن متہ ان دو صورتوں میں سے کسی بھی میں بھی داخل نہیں۔ زوج اس لئے نہیں کہ لوازم زوجیت، سیراث، طلاق، عدت، نفقة، ایلاء و ظہمار، لحاظ وغیرہ کی یہاں مسمی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مملوکہ بھی نہیں کیونکہ اس کی حق، بہہ اور اعتناق وغیرہ بھی جائز نہیں۔

علماء شیعہ بھی اس بات کے معرفت ہیں کہ زن متہ زوجیت میں داخل نہیں چنانچہ کتاب اعتمادات اہن با جو یہ میں تصریح ہے کہ:

"أسباب حل المرأة عندنا أربعة النكاح وملک ايمين والمتة والخليل وقراروى أبو بصير في البصريح عن أبي عبد الله الصادق أنه سلل عن المتة أبى من الأربعة قال لا"

"بہارے ہاں عورت کی حلت کے چار اسباب ہیں (۱) نکاح (۲) ملک (۳) متہ (۴) حلال اور ابو بصیر نے صحیح میں امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ کیا متہ چار سے ہے تو فرمایا نہیں"۔

امام قرطبی اپنی تفسیر الحاجم لاحکام القرآن ۲/۱۲۱ پر قطر ازیں:

"بِذَلِكَ تُفْسَدُ تَحْرِيمُ -نکاح المتة لآن استحب بالتجھیز مجری الزوجات لالتھ و لالتوirth و لالھنّ به ولدہا لاسکرخ من نکاحا بطلاق يستأنف بما إنما سخرخ باتفاقه التي عقدت عليهما وصارت كالمسافرة"۔

۱۱) آیت حرمت متن پر دلالت کرنے سے کوئی کمک ممکنہ عورت زوجات کے حکم میں نہیں ہے۔ ممکنہ عورت نہ خود کسی کی وارث ہوتی ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہوتا ہے اور نہ بچے کا احتجاج متنہ کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق کے ساتھ اس سے جدا ہوتی ہے بلکہ طے شدہ مدت کے ختم ہوتے ہی خود مخدوس سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ لہذا یہ بیوی کے حکم میں نہیں بلکہ یہ اجرت پر حاصل شدہ چیز ہے۔ ۱۱

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

^{۱۱} جو عورتیں تم کو پسند نہ آئیں ان میں سے دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کرو لیکن اگر تمیں ان کے ساتھ انصاف نہ کر سکتے کا اندریشہ ہو تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لا لو جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔^{۱۱} (الناء: ۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماج چار ٹک مددو بے اور متھے میں کوئی عدد مقرر نہیں ہوتا جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب تذیب الاحکام کتاب المکاح میں ہے :

"ترجمہ مسن اکھافا سن مسنا جرات"

"چاہے ہزار سے متعدد کرے کیونکہ وہ ٹھیکہ کی چیز ہے"

اس آیت سے دوسرے مقصودوں میں صورتوں کا بیان کرنا ہے جس میں حق تلفی کا کوف نہ ہوا ویری معنی منته و حلالہ میں یہ نسبت منکوہ و مملوکہ کے زیادہ ہے کیونکہ مملوکہ کے پچھے لیے حقوق ہیں جن کو ادا نہ کرنا ظلم ہے بخلاف زن منہ کے کار کسوائے ابتر مقررہ کے اور کوئی حق نہیں اور حلالہ میں تو یہ بھی نہیں ہے مفت کا سودا ہے پس اگر منہ و حلالہ مباح ہوتے تو اس موقع پر ان کا ذکر ضرور ہو جائے کیونکہ ان میں حق تلفی کا کوئی خوف نہیں۔ حرمت منہ کے متعلق قرآنی دو آیات کے بعد اپنے ایک صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں:

((وَعَنْ سِرْدَقَةِ نَجَّيْهِ: «أَنَّ خَرَاجَ فِي - صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَعْدَةِ عَشَرَ، فَإِذَا خَرَاجَ فِي مُنْجِنَةِ الْأَرْضِ، وَكَذَّابِ الْأَنْجِيلِ أَنَّ قَالَ: فَقُمْ إِخْرَاجَ هَذِهِ حَمَارَتِي مُنْجِنَةِ الْأَرْضِ - صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي بَوَاعِيَةِ أَنَّ كَانَ فِي - صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: يَا إِنْسَانَ إِلَيْكَ أُنْزَلْتُ لِكَمْ إِنْجِاحَ مِنَ النَّاسِ إِلَيْكَ أُنْزَلْتُ لِكَمْ إِنْجِاحَ))

¹¹ سرہ مجنتی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لوگوں میں نے تم کو عورتوں سے متکہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت کے دن تک کئے حرام کر دیا ہے سو جن کے پاس ان میں کوئی ہوتا چاہیے کہ اس کو محظوظ دے اور جو چیز تم اس کو دے چکے ہو تو وہ اپنے نہ لو۔¹¹ (ابوداؤد، ۲۹۰، مسلم، ۲/۲۵۱، ائمۃ الاطوار، ۲/۳۲۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

((حرم المتنية الطلق والعدة والمراث))

¹¹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیر کے دن متھ سے منع فرمادیا اور کھر بیوگہ ہوں کے گوشت سے۔ ۱۱ (مسلم، ۱۰۲، ۱۳۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عن علي قال حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خبر سعوم الحمر الألبية ونکاح المتنة))

امام پیر شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ :

¹¹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر کے دن کھری یوگدھوں کا گوشت اور متھہ حرام کر دیا۔¹¹ (تہذیب الاحکام ۱/۸۶، ۲/۲، استبصار ۳/۲۲، فروع کافی ۲/۱۹۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کام جاتا ہے کہ وہ متھ کو حلال سمجھتے تھے اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان عباس رضی اللہ عنہ پچھے عرصہ تک متھ کو اخطر اور شدید ضرورت میں جائز سمجھتے رہے پھر بعد میں انہیں اس کے نجع و حرمت کے بارے میں پتہ چلا تو انہوں نے اس سے بھی رجوع کر لیا تھا اور اس کے بعد ہمیشہ متھ کو حرام ہی سمجھتے رہے۔ امام ترمذی نے ترمذی شریف میں باب ماجاء فی نکاح الحستہ کا باب قائم کر کے دو حدیثیں نقل کیں ہیں۔ پہلی حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو اپنے ذکر کر دی گئی ہے اور دوسری حدیث یہ ہے:

((عن ابن عباس قال إنما كانت العتيقة في أول الإسلام حتى إذا نزلت الآية ((ألا على إزوال حكم أهل الملكت أيام خم)) قال ابن عباس فل فرج سوابي فور حرام))

¹¹ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ متعدد اسلام میں جائز تھا یہاں تک کہ آیت (اللّٰہُ أَعْلَمُ بِمَا يَعْمَلُكُمْ إِنَّمَا لَهُ الْحِسْبَارُ) تازل ہوئے تو وہ فتوح ہو گیا اس کے بعد ان عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زوج اور ملوك کے علاوہ ہر طرح کی شرمگاہ سے استثنائے حرام ہے۔ ۱۱ (تذہبی ۱۳۲۱)

امام ابو بکر جعفر بن عیاض رضی اللہ عنہ کے رجوع کے متعلق فرماتے ہیں :

"ولا ينكر أحداً من الصحابة مروي عنهم تحرير المقول في إباحة المسقية غافل عن عياس وقد رجع عنهم حسن استقرر عنيه تحريرها بتوافر الأخبار من جهتهم الصحابة".

¹¹ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے اب نیک عیاس رضی اللہ عنہم کے کوئی بھی حلت متفق کا قائل نہیں اور انہوں نے بھی متفق کے جواز سے اس وقت رجوع کر لایا تا جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے متفق کی حرمت ان کے باں تو اتر

کے ساتھ ثابت ہو گئی۔^{۱۱} (احکام القرآن ۱۵۶/۲)

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ متعدد النساء قیامت تک حرام ہے۔
حدا ماعنی و اللہ اعلم با صواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

۱ج

محمد ثفتونی

